جانشینِ امیرِ شریعت
حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

امیر المؤمنین، امام المتقین، خلیفۂ رسول بلا فصل

سیدنا ابوبکر صدیق سلام اللہ و رضوانہ علیہ کا قبولِ اسلام

حضور علیہ السلام سے لازوال محبت اور ایثار و قربانی کی دلدوز داستان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی تو وہ شخص دین حق قبول کرنے میں سر نیچا کر کے سوچ فکر اور ہچکچاہٹ میں پڑ گیا؟ مگر "ابوبکر ابن قحافہ" کی حالت سب سے مختلف تھی کہ میں نے جب اس کے سامنے اسلام کا نام لیا تو نہ وہ اسلام قبول کرنے سے پیچھے ہٹا؟ نہ اس نے انتظار کیا؟ اور نہ ہی اس نے ہچکچاہٹ ظاہر کی؟"

پھر جیسے ہر نبی و رسول کو اظہار و اعلان حق کے بعد بہ حکم خداوندی اپنی اپنی قوم کے سیاہ فطرت لوگوں کی طرف سے ابتداً طنز و تشنیع اور سب و شتم کی ناگواری قبول کرنی پڑتی ہے۔ اور انتہاءً ان ناآشنائے حقیقت شقی القلب اور بد نصیب ظالموں کی دست درازیوں سے سابقہ پڑتا ہے بلکہ بارہا اللہ تعالیٰ کے یہ سب سے بڑے مقبول بندے ان جہنمی انسانوں کے ہاتھوں حق گوئی یعنی "سراسر بے گناہی جرم کی پاداش میں "قتل ناحق" اور سراپا مظلومیت شہادت تک کی مشکل منزل سے بھی بے مثال جذبہ تسلیم و رضا کا مجسمہ بن کر گزر جاتے رہے ہیں؟ اسی طرح انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بالکل ابتدائی مومن رفقاء جو اپنے اپنے زمانہ کے "السابقون الاولون" اور "صدیقین" بنے تاریخ انسانیت میں اپنے بے مثال قبول حق اور عام تصور سے لاکھوں درجہ بلند معیار حق

پرستی پیش کر کے نہ صرف زندہ جاوید ہو گئے۔ بلکہ قیامت تک آنے والے اہل ایمان کے لئے بہ طور مشعل راہ لازوال اسوہ اوراق تاریخ میں انمٹ انمول اور زریں حروف کی شکل میں ثبت کرتے چلے گئے۔۔؟ چنانچہ اسوہ انبیاء و مرسلین کے عین مطابق سیدنا ابو بکر صدیق اکبر سلام اللہ ورضوانہ علیہ اپنے ایمان اول و کامل کے تقاضیٰ کے تحت جیسے بلا تردد اور بلا دلیل قبول حق کے میدان میں پہلی صف کے اکیلے اور منفرد غازی و مجاہد بن کر آکھڑے ہوئے تھے؟ ویسے ہی نبوت سے فطری مشابہت و مطابقت کے باعث۔ حق گوئی و بیباکی اور اس کے نتیجہ میں اعداء اسلام کی زبان درازی کے بعد ان کی ظلم دست درازی کا بھی شکار ہوئے اور آپ نے اس راستہ میں بھی اولیت و انفرادیت کی ایسی مثال قائم اور ایسی شان ظاہر کی؟ اور صبر و عزیمت کا وہ عدیم النظر معیار قائم کیا کہ اس دور میں کسی بڑے سے بڑے قدیم الاسلام صحابی کو بھی اس کے اظہار کی نعمت و سعادت نصیب نہ ہوسکی۔ آپ نے نبی علیہ السلام کی مکمل پیروی کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کے گلی کوچہ میں ہر قبیلہ کے رہائشی حلقہ و علاقہ میں اور خصوصاً کعبتہ اللہ کے بالکل متصل کھڑے ہو کر ہر خاندان اور گروہ کے سرکردہ و نمائندہ افراد کو بلا بلا کر دین حق کا پیغام سنایا اور اسی طرح نبی علیہ السلام پر ایمان لانے کی بے دھڑک تبلیغ کی اور اس کی پاداش میں انبیاء علیہم السلام کی طرح ہی کوہ عزیمت و استقامت بن کر نبی علیہ السلام کی عملی تائید و حمایت اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدہ مواعید و بشارات کی مکمل تصدیق کی اور ان پر عین الیقین اور حق الیقین کا اعزاز و منصب حاصل کر کے اپنی زبان سے لے کر جان تک قربان کرنے کا بے مثال مظاہرہ کر دیا۔ حدیث و سیرت و تاریخ کی مستند ترین روایات کی روشنی میں عشق و وفا اور صبر و رضا کی اس داستان کے روشن و لالہ روباب کا نظارہ کیجئے۔ امت کے سب سے بڑے محقق اسلامی مورخ امام ابن کثیر دمشقی رحمتہ اللہ علیہ نبی علیہ السلام کے ساتھ صدیق اکبر کی سراپا اخلاص و وفا محبت اور ایثار و جان بازی کے اہم ترین اور ایمان افروز واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقیہ مدینہ نبیرہ صدیق اکبر حضرت قاسم ابن محمد ابن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی سوتیلی پھوپھی حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین نے فرمایا: "ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے ملنے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے اور صدیق اکبر دور جاہلیت میں بھی نبی علیہ السلام کے گہرے دوست تھے۔ سو آپ کو ملے اور کہا کہ "اے ابوالقاسم! اعلان نبوت کے باعث آپ اپنی قوم قریش کی مجالس سے غائب ہو گئے ہیں اور قریش نے آپ پر اپنے آباؤاجداد کے دین کے خلاف عمل کی بنا پر نئے دین کا معیوب طریقہ اختیار کرنے کی تہمت لگائی ہے (تو کچھ اس کا خیال کریں)؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔۔۔" سو جب آپ اپنے (اس مختصر اور موثر) کلام سے فارغ ہوئے تو اس کی فوری تاثیر سے ابوبکر نے اسلام قبول کر لیا (اور سب سے پہلے مسلم و مومن بن گئے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کے لئے ابوبکر سے رخصت ہو کر چلے گئے تو اس وقت مکہ کے دونوں سنگلاخ کناروں کے درمیان ابوبکر کے اسلام قبول کرنے کے باعث کوئی دوسرا آدمی آپ سے زیادہ مسرور نہیں تھا، ادھر ابوبکر بھی دولت ایمان لے کر گئے تو حضرت عثمان ابن عفان اور طلحہ ابن عبیداللہ اور زبیر ابن العوام اور سعد ابن ابی وقاص کو تبلیغ کی خاطر ان سب کے پاس پہنچے تو یہ سب بھی اسلام لے آئے،

پھر دوسرے دن حضرت ابوبکر حضرت عثمان ابن مظعون اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور عبدالرحمن ابن عوف اور ابو سلمہ ابن عبدالاسود اور ارقم ابن ارقم کے پاس پہنچ کر تبلیغ کی تو یہ سب صحابہ سابقون رضی اللہ عنہم بھی اسلام لے آئے۔ عبداللہ ابن محمد کہتے ہیں: "مجھے میرے والد محمد ابن عمران نے حضرت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت نقل کر کے سنائی وہ فرماتی تھیں کہ:

"جب حضرت ابوبکر کی خاموش تبلیغ کے نتیجہ میں صحابہ کی ایک ابتدائی جماعت تیار ہو گئی اور وہ اس وقت اڑتیس آدمی ہو گئے تھے! تو ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہو کر علانیہ دعوت حق دینے پر اصرار کیا تو آپ نے حکم و حکمت الٰہیہ کے مطابق مزید انتظار کی خاطر فرمایا: "اے ابوبکر! ابھی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں؟ اس لئے کھل کر تبلیغ کا وقت نہیں آیا۔ لیکن ابوبکر مسلسل علانیہ تبلیغ کے لئے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہ اذن خداوندی آخر ایک دن علانیہ

تبلیغ کےلئے میدان میں آگئے اور صحابہ سابقین بھی مسجد حرام کے ارد گرد اپنے اپنے خاندانوں اور قبائل میں تبلیغ کے لئے پھیل گئے اور ابوبکر نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اسلام کی حقانیت پر خطاب شروع کیا۔ جبکہ اس مجمع میں ابوبکر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوئے تھے تو اسلام کے متعلق اس پہلی تقریر اور دعوت کی وجہ سے ابوبکر وہ سب سے پہلے خطیب بنے "جو اللہ اور اس کے رسول کی خاطر لوگوں کو بلا رہا تھا اور مشرکین مکہ اس جرأت سے برانگیختہ ہو کر ابوبکر اور مسلمانوں پر پل پڑے اور انہیں ماحول حرم میں بہت سختی سے مارا اور ابوبکر کو تو خاص طور پر روندا اور لتاڑا گیا اور بے حد مارا گیا،

اس اثنا میں مکہ کا مشہور کافر و فاسق عتبہ ابن ربیعہ حضرت ابوبکر کے نزدیک آپہنچا اور ان کو اپنے رواجی چپل کے ساتھ مارنا شروع کیا اور خاص طور پر حضرت ابوبکر کے منہ پر مارتا تھا پھر وہ گرے تو عتبہ ان کے پیٹ پر چڑھ کر کودتا رہا۔۔ اس مار پٹائی سے ابوبکر کے چہرہ پر شدید ورم کے باعث منہ اور ناک برابر ہو گئے کہ پہچانے نہیں جاتے تھے

یہ حال دیکھ سن کر حضرت ابوبکر کے قبیلہ والے بنو تیم پریشان ہو کر ایک دوسرے سے بڑھ کر بھاگتے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے مداخلت کر کے مشرکین مکہ کو حضرت ابوبکر سے پرے ہٹایا اور آپ کو ایک چادر میں لپیٹ کے اٹھا کر لے گئے اور ان کے گھر میں پہنچایا اور حضرت ابوبکر کی شدید مضروبیت اور بے ہوشی وغیرہ دیکھ کر قبیلہ والوں کو آپ کی موت میں کوئی شک باقی نہیں رہا تھا۔

اس کے بعد بنو تیم واپس آئے اور مسجد حرام میں داخل ہو کر انہوں نے یہ اعلان کیا کہ: "خدا کی قسم! اگر ابوبکر کی موت واقع ہو گئی؟ تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ ابن ربیعہ کو لازماً قتل کر کے چھوڑیں گے!" اس اعلان کے بعد بنو تیم پھر حضرت ابوبکر کے پاس آئے تو آپ کے والد حضرت ابو قحافہ اور اہل خاندان آپ کو بلانے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ مار کا اثر کچھ زائل ہونے اور بیہوشی ہٹنے کے بعد اس دن کے آخری حصہ میں وہ بول سکے اور انہوں نے اپنے والد اور اہل خاندان کی باتوں کا جواب دیا اور اپنا حال نہیں بتایا بلکہ کچھ کہا تو سب سے پہلے یہ کہا کہ "مجھے یہ بتاؤ کہ میرے بعد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری؟"

یہ حیرت انگیز سوال سن کر والدین اور تمام رشتہ داروں نے حضرت ابوبکر کے ساتھ زبان درازی کی اور انہیں ملامت کی کہ "تمہیں اس حالت میں بھی اپنی جان کی فکر نہیں بلکہ محمد کے لئے پریشان ہو؟" پھر یہ تمام لوگ اٹھ کر ان کی والدہ ام الخیر کے پاس آئے اور کہنے لگے: "اے ام الخیر! ذرہ ٹھہر کر اپنے بیٹے کو کوئی غذا یا دوا کھلاؤ یا پلاؤ؟ تو آپ کی والدہ نے تنہائی میں پاس بیٹھ کر ابوبکر کو اپنی کوئی حالت اور خواہش بتانے پر بے حد اصرار کیا لیکن ابوبکر کا حال یہ تھا کہ ماں کی شفقت و محبت بھری باتیں سن کر بھی بار بار یہی کہتے رہے کہ: "تم یہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟"

تو والدہ بولیں: "خدا کی قسم! مجھے تمہارے ساتھی کا کچھ حال بھی معلوم نہیں؟"

تو حضرت ابوبکر نے والدہ سے کہا کہ: "اماں تم خطاب کی بیٹی (اور عمر کی بہن) "ام جمیل" کے پاس جاؤ اور اس سے رسول اللہ کا صحیح حال دریافت کرو؟" تو آپ کی والدہ گھر سے نکلیں اور ام جمیل کے پاس پہنچ کر کہنے لگیں کہ: "میرا بیٹا ابوبکر تم سے محمد ابن عبداللہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے کہ کچھ بتاؤ"؟ تو ام جمیل نے انتہائی بے رخی اور نفرت بھرے انداز اور تجاہل عارفانہ کے ساتھ کہا کہ: "میں ابوبکر اور محمد ابن عبداللہ کو تو نہیں جانتی کہ وہ کون ہیں؟ ہاں اگر تمہاری خواہش ہو کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کو دیکھنے چلوں تو تیار ہوں؟"

اس پر ام الخیر نے کہا کہ: ٹھیک ہے یونہی سہی!" چنانچہ ام جمیل آپ کی والدہ کے ساتھ چل کر ان کے گھر آئیں تو دیکھا کہ ابوبکر چت لیٹے ہوئے بیہوش اور موت کے قریب پہنچے ہوئے ہیں تو آپ کی حالت سے متاثر ہو کر ام جمیل حضرت ابوبکر کے قریب ہوئیں اور چیختے ہوئے یہ کہنے لگیں کہ: "خدا کی قسم! ہماری قریشی قوم نے چند فاسق اور کافر لوگوں کی خاطر سے تمہارا یہ حشر کر دیا ہے اور میں یقین رکھتی ہوں کہ اللہ تیرا انتقام ان سے لے کر رہے گا"

لیکن ابوبکر کے عشق و جنون کی وہی حالت تھی اپنے متعلق یہ انتہائی مؤثر کلام سن کر بھی کچھ بولے تو پھر ام جمیل سے بھی یہی کہا کہ: "مجھے چھوڑو یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟" تو یہ فقرہ سن کر ام جمیل بولیں کہ: مجھے تو کچھ

معلوم نہیں یہ تمہاری ماں کھڑی ہوئی تمہاری بات سن رہی ہے اسے پتا ہوگا؟" تو ابو بکر نے فرمایا "تم پر میری ماں کی تو کوئی ذمہ داری نہیں ہے اس کا نام کیوں لیتی ہو؟"

تب ام جمیل نے مجبوراً کھل کر کہا: "فکر نہ کرو محمد زندہ سلامت اور بالکل تندرست ہیں " تو بولے کہ: "وہ کہاں ہیں؟" تو بولیں کہ "وہ ابن ارقم کے گھر ہیں " یہ سن کر ابو بکر نے کمال اخلاص و ایثار اور کمال عشق و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: "میں نے اللہ سے عہد اور وعدہ کر رکھا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ پہنچ جاؤں نہ کوئی کھانا کھاؤں گا اور نہ کوئی مشروب پیوں گا! یہ جواب لاجواب سن کر دونوں نے کچھ وقفہ کیا جب رات آنے پر آمدورفت کم ہو گئی اور لوگ گھروں میں ٹک گئے تو ام الخیر اور حضرت عمر کی بہن ام جمیل آپ کو گھر سے لیکر اس حال میں کہ ابو بکر ان دونوں کا سہارا لئے چل رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ابو بکر کو "دار ابن ارقم" میں رسول اللہ کے پاس پہنچا دیا۔

نبی کریم علیہ السلام ابو بکر کو دیکھ کر شفقت و محبت سے ان پر جھکے اور چہرہ پر بوسہ دیا اور آپ کے جتنے صحابہ وہاں موجود تھے وہ بھی محبت سے جھک جھک کر ابو بکر سے ملے ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی رقت طاری ہوئی تو ابو بکر نے اس وقت بھی صبر و عزیمت ایثار و وفا اور خلوص عشق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ: "یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ سب کچھ بیت جانے پر بھی مجھے کوئی تکلیف نہیں ہاں فاسق عتبہ نے میرے منہ پر جو زخم لگائے ہیں صرف ان کا اثر ہے اور کچھ نہیں اور یہ ام الخیر میری ماں ہے جو اپنے بیٹے سے حسن سلوک کر رہی ہے اور آپ بہ وجہ نبوت سراپا برکت ہیں لہذا اس کو اللہ کا دین قبول کرنے کی دعوت دیجئے اور اس کے لئے اسلام لانے کی اللہ سے دعا کیجئے مجھے امید ہے کہ اللہ اس کو آپ کی ذات اور دعا کے باعث دوزخ سے نجات دے دیگا۔ راوی کہتے ہیں "چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ ابو بکر، ام الخیر کے لئے وہیں دعا فرمائی اور اس کو اللہ کی طرف دعوت دی تو ام الخیر نے فوراً اسلام قبول کرلیا"